سوال ۲: زکوٰۃ

تعارف

اسلام میں زکوٰۃ کو واضح اہمیت حاصل ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ بارہا اللہ نے قرآن مجید میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی تاکید کی ہے۔ آپؐ کے وصال کے بعد جب کچھ قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان قبائل کے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔ زکوٰۃ کسی بھی معاشرے کی اصلاح میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ معاشرے غریب عوام کی معاشی مشکلات کا خاتمہ کرتی ہے اور اتحاد و اتفاق کو فروغ دیتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی ممالک نظام زکوٰۃ کو فروغ دیں تاکہ طبقاتی فرق ختم ہو اور مسلم امت دیگر اقوام کے لیے مثال بن سکے۔

زکوٰۃ کے معانی و مفہوم

"زکوٰۃ" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معانی ہیں "پاک کرنا، نشوونما پانا"۔ شرعی اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد اسلام کا فرض رکن ہے جو صاحبِ استطاعت افراد پر سال میں ایک مرتبہ ادا کرنا فرض ہے۔ یہ کل مال کا اڑھائی فیصد ہوتا ہے جس پر ایک سال گزر چکا ہو۔

زکوٰۃ کی اہمیت و فلسفہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام صرف عبادات اور رسومات کا نام نہیں بلکہ اس میں ایک مکمل زندگی گزارنے کے تمام اصول و ضوابط موجود ہیں۔ انہی تمام اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں موجود نادار افراد کی فلاح و بہبود کی جائے۔ اور اس فلاح و بہبود کے لئے اسلام نے نظامِ زکوٰۃ عطا کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ"

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو"

زکوٰۃ کا فلسفہ یہی ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کا تزکیہ کیا جائے اور لینے والے کی مدد کی جائے تاکہ وہ بھی اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کر سکے۔

زکوٰۃ فلاحی ریاست کا بنیادی ستون

زکوٰۃ اسلام کی اہم عبادات میں سے ایک ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں زکوٰۃ کا ذکر بار بار نماز کے ساتھ آیا ہے۔ اس کے علاوہ جب نبی کریم ؐ کی وفات کے بعد کچھ قبائل نے زکوٰۃ ادا کرنے سے منع کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا:

"خدا کی قسم میں ان سے جہاد کروں گا، یہاں تک کہ یہ وہ رسی دینے کو تیار ہو جائیں جو یہ رسول اکرمؐ کے وقت میں دیا کرتے تھے۔"

زکوٰۃ اسلام کا ستون

کوئی بھی چھت اس وقت تک مضبوط نہیں ہو سکتی جب تک اس کے تمام ستون مضبوط اور اپنی جگہ قائم ہوں۔ جب ان میں سے ایک ستون بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو وہ چھت قائم نہیں رہ سکتی۔ جو اہمیت چھت کے ستونوں کو حاصل ہے وہی اسلام میں زکوٰۃ کو حاصل ہے۔ اسی لئے اسلام نے زکوٰۃ کی ایک باقاعدہ مقدار مقرر کی ہے

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فی اموالھم حق للسائل والمحروم"

"ان کے اموال میں سوال کرنے والے اور نادار کا حق شامل ہے"

(القرآن)

زکوٰۃ کے روحانی و اخلاقی فوائد

زکوٰۃ کے بے شمار روحانی و اخلاقی فوائد ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

قرب الٰہی کا ذریعہ

زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے انسان اپنے مال و جائداد میں سے معاشرے کے نادار افراد کو ان کا حق ادا کرتا ہے جو اللہ نے مقرر کیا ہے اس طرح وہ حکم الٰہی مان کر اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اور محسنین میں شامل ہو جاتا ہے۔

"ان اللہ یحب المحسنین
بے شک اللہ محسنین سے محبت کرتا ہے۔" (القرآن)

جنت کے حصول کا ذریعہ

جب ایک مسلمان اللہ کی رضا کی خاطر اور اللہ کے عذاب کے خوف سے اس کی راہ

میں خرچ کرتا ہے تو وہ جنت جیسی نعمت کا حق دار قرار پاتا ہے۔

"ولمن خاف مقام ربہ جنتان"

"اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لیے جنتیں ہیں۔" (الرحمٰن)

حرص و ہوس کا خاتمہ

زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے دل سے حرص و ہوس جیسی اخلاقی برائیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ مال کو اللہ کی ملکیت سمجھ کر اس میں سے مقرر کردہ حصہ اس کے اصل حقداروں کے حوالے کر دیتا ہے۔

"ومما رزقنٰھم ینفقون"

"اور ہم نے جو انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

(القرآن)

تزکیہ نفس

ادائیگی زکوٰۃ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔ جب زکوٰۃ کا لفظی مطلب ہے پاک کرنا ہے۔ اس لیے انسان اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کر کے اس کو پاک کر لیتا ہے۔ اور یہی نفس کا تزکیہ انسان کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

"قد افلح من تزکی"

اس کے لئے کامیابی ہے جس نے تزکیہ کرلیا۔"

(الاعلی)

جذبہ ایثار

جب ایک مسلمان اپنے محنت سے کمائے ہوئے مال میں سے ایک حصہ دوسرے مسلمانوں کو دے دیتا ہے جو اس میں جذبہ ایثار پیدا ہوتا ہے جو ایک اخلاقی خوبی ہے اور اللہ کی پسندیدہ ہے۔

جو آدمی جب تک کسی دوسرے کی مدد کرتا رہتا ہے تب تک اللہ اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔

(حدیث رسولؐ)

دنیاوی محبت کا خاتمہ

زکوٰۃ کے ذریعے انسان کے دل میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی اس کے پاس ہے وہ اللہ کا دیا ہوا ہے۔ جس کے ذریعے اس کے دل سے دنیاوی محبت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور وہ بلا جھجک آخرت کے لئے تگ و دو کرنے لگتا ہے کیونکہ وہ اللہ کو مالک مان لیتا ہے۔

"تبرک الذی بیدہ الملک

بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے"

زکوٰۃ کے سماجی فوائد

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو صرف انفرادی زندگی کے اصول و معیار نہیں دیتا بلکہ انسان کی سماجی و معاشرتی زندگی کی بہتری کے لیے بھی تدبیر کرتا ہے۔ اسلام کے ہر ستون اور رکن کے انفرادی فوائد کے ساتھ ساتھ سماجی فوائد بھی ہیں

افراط زر کا خاتمہ

~~اسلام~~ زکوٰۃ کی ادائیگی سے معاشرے میں طبقاتی فرق ختم ہو جاتا ہے۔ دولت ایک خاص طبقے کے پاس جمع نہیں رہتی ہے جو بہت سے مسائل کا سبب بنتی ہے۔

"دولت کہیں تمہارے مالداروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتی رہے۔"

(القرآن)

باہمی ہمدردی کا فروغ

ایک فلاحی معاشرے کا اہم ستون ہمدردی کا جذبہ ہے۔ جب معاشرے کے افراد کے درمیان ایک دوسرے کے لیے ہمدردی کا احساس نہ ہو تو وہ معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسلام میں ایک مسلمان کی دوسرے کے لیے ہمدردی نہایت اہمیت رکھتی ہے۔

"وہ شخص مسلمان نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھالے مگر اس کا ہمسایہ

"بھوکا رہے" (حدیث)

نفرت کا خاتمہ

جس معاشرے میں طبقاتی فرق بہت زیادہ ہو وہاں اکثر نفرت کے جذبات فروغ پاتے ہیں کیونکہ غریب اپنے استحصال کا ذمہ دار امیروں کو سمجھتے ہیں۔ اگر امیر عوام غریب کا حق اس کو ادا کر دے تو معاشرے سے اس طبقاتی نفرت کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور مسلمانوں میں اخوت و محبت کا فروغ ہو سکتا ہے۔

"انما المسلمون اخوۃ"

"بے شک تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔"

(القرآن)

غربت کا خاتمہ

اگر نظام زکوٰۃ اسلام کے اصولوں کے عین مطابق قائم کر دیا جائے تو اس معاشرے میں سے غربت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔
حضرت عمرؓ کے دور میں جب نظام زکوٰۃ مؤثر طور پر قائم ہو چکا تھا تو کئی صوبوں میں زکوٰۃ کے حقدار لوگ نہیں ملتے تھے۔
اسی دور میں حضرت معاذ بن جبلؓ نے آپؓ کو لکھا تھا کہ:

"اللہ کے فضل و کرم سے اور خلیفہ کے انصاف سے یمن میں ایک بھی زکوٰۃ کا حقدار نہیں اس
لئے تمام صدقات

بھیج رہا ہوں"

بھیک کا خاتمہ

اسلام بھیک مانگنے کو پسند نہیں کرتا۔ مگر کئی افراد ایسے ہوتے ہیں کہ غربت و افلاس سے تنگ آ کر بھیک مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو اس معاشرتی برائی کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے۔

حاصل کلام

زکوٰۃ کو نظام اسلام میں ایک نہایت اہمیت حاصل ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ستونوں میں سے ایک ہے جو ہر صاحب استطاعت مسلمان پر فرض ہے۔ زکوٰۃ کے بے شمار روحانی، اخلاقی اور سماجی فوائد ہیں۔ اگر نظام زکوٰۃ کو اس کے تمام بنیادی اصولوں کے ساتھ مؤثر طور پر رائج کر دیا جائے تو معاشرہ ایک فلاحی معاشرہ بن سکتا ہے۔

↔

سوال ۶ ۔ اسلام میں خواتین کے حقوق

تعارف

اسلام کے نظام زندگی میں عورت اور مرد گاڑی کے دو پہیے ہیں - اگر ایک درست نہ ہو تو دوسرا بھی ناکارہ تصور ہوگا اسلام نے خواتین کو اہم کردار سونپا ہے اور ایک اسلامی معاشرے کا اہم رکن ادا کیا ہے - عورت جو کہ اسلام کی آمد سے قبل ایک محکوم کی حیثیت رکھتی تھی وہ اسلام کے آنے کے بعد حصول جنت کا ایک اہم ذریعہ بن گئی - مغرب میں اسلام اور عورت کے بارے میں غلط فہمی پائی جاتی ہے - اسلام کو عورت کو محکوم کرنے والا دین سمجھا جاتا ہے درحقیقت جو حقوق اور آزادی اسلام نے عورت کو دیئے ہیں وہ کوئی اور مذہب نہیں دیتا -

میں اسلام میں عورت کو اس دین سے زیادہ آزاد سمجھتی ہوں جو یک زوجگی کے نظریے کی تبلیغ کرتا ہے - عیسائی انگلستان نے عورت کو جائداد کے حقوق صرف بیس سال پہلے دیئے جبکہ اسلام ہر دور میں عورت کو یہ حق دیتا ہے -

- اینی بیسنٹ

عورت بحیثیت ماں

اسلام نے عورت کو بحیثیت ماں بہت اہم درجہ دیا ہے۔ اسلام جنت کو ماں کے قدموں کے نیچے رکھتا ہے۔ اولاد پر سب سے زیادہ حقوق ماں کو دیے گئے ہیں۔

"وبالوالدین احسانا
اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ"

-بنی اسرائیل

آپ ؐ سے دریافت فرمایا گیا:

"میرے اچھے سلوک کا حقدار سب سے زیادہ کون ہے؟ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا۔ تیری ماں! اس طرف آپ ؐ نے تین بار یہی جواب دیا اور چوتھی مرتبہ فرمایا: تیرا باپ"

عورت بحیثیت بہن اور بیٹی

اسلام سے پہلے دورِ جہالت میں بیٹی اور بہن کو ذلت کی وجہ سمجھا جاتا تھا اور انہیں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ اسلام نے عورت کو اس کا اصل مقام عطا فرمایا۔

آپ ؐ نے فرمایا:

"فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔"

عورت بحیثیت بیوی

آپ ﷺ نے عورتوں کو بحیثیت بیوی لازوال مقام و مرتبہ عطا کیا۔ آپ سے پہلے عورت کو ایک ملکیت اور محکوم سمجھا جاتا تھا۔ عورتوں کو ذلیل و رسوا کیا جاتا تھا۔ خاص کر کے بیوی کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں تھا۔ آپ نے نہ صرف اپنی بیویوں اور امہات المومنین ؓ کے ساتھ بہترین سلوک کیا بلکہ اسے تمام امت اور تمام دنیا کے لئے نمونہ بنا دیا۔

"خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی۔"

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لئے بہترین ہے اور میں اپنے اہل و عیال کے لئے بہترین ہوں۔"

(حدیث)

عورت کے حقوق

۱۔ زندگی کا حق

دورِ جہالت میں لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ اسلام نے سب سے پہلے عورت کو زندگی کا حق عطا کیا۔ اور صرف زندہ رہنے کا حق ہی نہیں بلکہ عزت دار زندگی کا حق کیونکہ زمانہ جہالت میں جو لڑکی زندہ درگور ہونے سے بچ جاتی تو وہ ذلت کی زندگی ہی گزارتی تھی۔

اور جب اس زندہ دفنائی گئی
لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ
کس جرم کی سزا میں دفنائی گئی۔
(القرآن)

2. تعلیم و تربیت کا حق

اسلام عورت کو تعلیم و تربیت کا حق عطا کرتا ہے۔ اسلام میں علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے اور یہ حق عورت کو آج سے چودہ سو سال پہلے دیا گیا جب کہ باقی دنیا میں ایک دو صدی پہلے تک اس کا تصور عام نہیں تھا۔

"حصول العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ"

"علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے"

3. وراثت میں حق

اسلام نے عورت کو وراثت میں حق عطا کیا ہے۔ والدین اور رشتہ داروں کی وراثت میں عورت کو بھی اسی طرح حق حاصل ہے جیسے کہ مرد کو بلکہ عورت کے حصے کو وراثت کی تقسیم کے لئے بنیادی اکائی بنایا گیا ہے۔

ماں باپ اور رشتہ داروں کے مال
میں حصہ ہے مرد کے لئے اور ماں
باپ اور رشتہ داروں کے مال میں
... کے لئے ...
(القرآن)

4- شادی کا حق

اسلام عورت کو اپنی پسند اور رضا سے شادی کرنے کا حق عطا کرتا ہے۔ بالغ نکاح کے جائز ہونے کی ایک لازمی شرط عورت کی رضا ہے۔

"ایک لڑکی آپ ﷺ کی بارگاہ میں آئی اور کہنے لگی: میرے باپ نے میری مرضی کے بغیر نکاح کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو اجازت دی کہ وہ اس نکاح کو ختم کر سکتی ہے۔"

5- مہر کا حق

اسلام نے عورتوں کو مہر کا حق عطا کیا ہے۔ جب کوئی مسلمان مرد کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اس کو ایک خاص رقم ادا کرتا ہے جو مہر کہلاتی ہے۔ یہ رقم اسلام کے علاوہ کسی دین میں رائج نہیں۔ یہ ایک عورت کے حقوق کا تحفظ کرتی ہے۔

"اور ان کو ان کے مہر خوشی سے ادا کر دیا کرو۔"

"القرآن"

6- حسن سلوک کا حق

اسلام مرد کو حکم دیتا ہے کہ وہ عورت کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے۔ بلاوجہ سختی اور ناروا سلوک سے اسلام نے مرد کو

CamScanner

منع فرمایا ہے۔

"وعاشروھن بالمعروف"

"اور ان کے ساتھ نیک معاملہ کرو"

(القرآن)

خلع کا حق

7. دورِ جہالت میں اگر ایک عورت کسی مرد کے ساتھ بندھ جاتی تو وہ اس سے چھٹکارہ نہیں پا سکتی تھی۔ مگر اسلام نے عورت کو یہ حق دیا کہ اگر اس کا شوہر ظالم ہے تو وہ اس سے الگ ہو سکتی ہے۔

اور تم پر کوئی مواخذہ نہیں اگر تم بعوض رقم ادا کرکے الگ ہو جاؤ۔ (القرآن)

معاشی حقوق

8. اسلام عورت کو معاشی حقوق بھی ادا کرتا ہے۔ عورت کاروبار اور دیگر ذرائع معاش بھی اختیار کر سکتی ہے۔ ایک اہم مثال حضرت خدیجہ الکبریٰ رض کی ہے۔ حضرت خدیجہ ایک مالدار عورت تھیں جو اپنا مال تجارت کے لئے دیا کرتی تھیں۔

مردوں کا حق ہے اس پر جو وہ کمائیں اور عورتوں کا حق ہے اس پر جو وہ کمائیں۔

(القرآن)

9۔ مشورے کا حق

عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ قانون سازی میں اپنا مشورہ دے سکے۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جب انہوں نے مہر کی رقم مقرر کرنی چاہی تو ایک عورت نے سرعام اس پر اعتراض کیا۔ جس کے ثابت ہونے پر حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"عورت درست ہے اور عمرؓ غلط ہے"

10۔ دین کی تعلیم دینے کا حق

دورِ جاہلیت میں عورت کو کم عقل اور بیوقوف سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اسلام نے عورت کو اہلِ علم میں شامل فرمایا۔ اسلام کے اوّل دور میں مدینہ میں عورتیں امہات المومنین سے اکثر دین کی باتیں سیکھا کرتی تھی۔ حضرت عائشہؓ سے احادیث کی ایک کثیر تعداد روایت ہے۔ جب صحابہؓ کو کسی بات پر شک ہوتا تو وہ حضرت عائشہؓ سے معلوم کروالیتے۔ اور حضرت عائشہؓ علم کے حصول کا شوق رکھنے والی عورتوں کی تعریف بھی کرتی تھیں۔

"انصار کی عورتوں کی اچھی بات ہے کہ وہ دین کا علم سیکھتے میں کوئی بات پوچھتے سے شرم نہیں کرتیں"

خلاصہ کلام

اسلام نے اس دور میں عورت کو حقوق عطا کیے جب عورت کی حیثیت ایک

محکوم اور مال سے الگ کرتی تھی جب مرد اپنا
غلام سمجھتا تھا۔ قریش عورت کو پیدا ہوتے ہی
زندہ درگور کر دیتے تھے۔ عیسائیت عورت
کو جنت سے نکالے جانے کی وجہ سمجھتا تھا جبکہ
اسلام نے عورت کو ایک اہم اور باعزت
مقام و مرتبہ عطا کیا اور اسے بنیادی انسانی
حقوق عطا کیے اور آزادی کی راہ بھی عطا کی تاکہ
عورتوں کو زمانے کے بدلتے رواجوں کے ساتھ
حقوق عطا کیے جا سکیں۔

سوال ۵ : خلافت

تعارف

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو اس دنیا میں نازل کرنے کا فیصلہ فرمایا تو انسان کو لقب "خلیفہ فی الارض" کا تعارف عطا فرمایا۔ انسان اس دنیا میں اللہ پاک تعالیٰ کا نائب بن کر آ گیا۔ پھر رسالت کے خاتمہ کے بعد نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے جب اسلامی ریاست کی باگ دوڑ سنبھالی تو انہیں بھی خلیفہ کہا گیا اور ان کے منصب کو خلافت۔ اوّل چار خلیفہ جن کی حکومت اسلام کے روشن اصولوں کے عین مطابق تھی ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہا جاتا ہے۔ خلافت راشدہ گورننس اور احتساب کے بہترین اصولوں کی مالک تھی جو ہر دور کے حکمرانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

خلافت سے مراد

خلیفہ کے لفظی معانی ہیں "نمائندہ" یا "جانشین"۔ اسلام میں خلیفہ کا لفظ اسلامی حکومت کے سربراہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور خلافت سے مراد ہے اسلامی اصولوں کے مطابق کی جانے والی حکومت۔

خلافت میں گورننس اور احتساب کی نمایاں خصوصیات

دورِ خلافت کا نظامِ حکومت اسلام کے اصولوں کے عین مطابق تھا۔ گڈ گورننس

اور احتساب کا جامع نمونہ تھا۔ چاروں خلفاء راشدین نے اس طرز سے حکومت کی کہ تمام حکمرانوں کے لئے ایک مثالی نمونہ قائم کر دیا مگر افسوس ان کے بعد کوئی ان اصولوں کو قائم نہ رکھ سکا اور اسلامی حکومتیں لوٹ کھسوٹ کا شکار ہو گئیں۔

حکومت الٰہیہ

دور خلافت راشدہ کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ حکومت کا سرچشمہ ذات الٰہی کو نہ صرف مانا جاتا تھا بلکہ اس یقین کو حکومت کا ایک اہم حصہ سمجھا جاتا تھا۔ تمام نظام حکومت اس اصول کی روشنی میں چلایا جاتا تھا کہ اصل حاکمیت اللہ کی ہے اور انسان اللہ کی دی گئی امانت کو استعمال کر رہا ہے۔

خلیفہ

خلیفہ صرف ایک نمائندہ تھا جو اللہ کی تفویض کردہ امانت کو اللہ کے قائم کردہ اصولوں کے مطابق چلانے کی ہر ممکنہ کوشش کرتا تھا۔ وہ لوگوں کا حاکم نہیں بلکہ لوگوں کا خادم بن کر رہتا تھا اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا تھا۔

ایسا خلافت راشدہ اس حدیث میں بیان کردہ اصول کے عین مطابق لوگوں کے لئے فلاح و بہبود میں مصروف تھے۔

"تم میں سے جو مسلمانوں کا حاکم

تباہ ہو جائے اور وہ مسلمانوں
کے لئے خون بہتے نہ بہائے وہ
ان کے ساتھ جنت میں داخل
نہ ہوگا۔ (حدیث)

شوریٰ

خلافت کی ایک نمایاں خصوصیت شوریٰ ہے۔ اسلام میں کوئی کام مشورے کے بغیر نہیں ہوتا۔ مشورہ حکم الٰہی ہے۔

"وشاورھم فی الامر"
"اور ان سے معاملات میں
مشورہ کیجیے" (الشوریٰ)

خلفاء راشدین اس حکم الٰہی پر پوری طرح کاربند رہے اور کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے اکابر صحابہ سے مشورہ فرماتے۔

بیت المال

خلافت کی ایک اور اہم خصوصیت بیت المال ہے۔ بیت المال خلیفہ کی نہیں بلکہ عوام کی ملکیت ہے جہاں سے خلیفہ اگر نادار ہو تو بس اپنے خرچ کے لئے رقم حاصل کر سکتا ہے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنے تو ان کے لئے جو رقم مقرر کی گئی وہ چار ہزار درہم سالانہ تھی جو ایک عام آدمی کی معاش کے برابر تھی۔ اور جب ۱۳ھ کا انتقال ہوا تو آپؓ نے اپنی جو قلیل جائیداد تھی وہ بیچ کر آٹھ ہزار درہم ادا کر دیے کہ ملکین کی

CS CamScanner

یہی معاش حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے لیے بھی قائم رہی البتہ حضرت عثمانؓ کو اس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ مالدار تھے۔

ایک موقع پر حضرت عقیلؓ نے حضرت علیؓ سے بیت المال سے کچھ رقم طلب کی تو حضرت علیؓ نے فرمایا:

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا بھائی تمہیں مسلمانوں کے مال میں سے پیسے دے کر جہنم میں چلا جائے؟"

قانون کی حکمرانی

دورِ خلافت میں قانون سب کے لئے برابر ہوتا ہے۔ کسی بھی انسان کو ذات پات حسب نسب اور عہدہ کی وجہ سے کوئی برتری حاصل نہیں ہوتی۔ ضرورت پڑے تو خلیفہ وقت بھی قانون کے سامنے ایک عام عوام کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک مرتبہ دورِ عمرؓ میں حضرت عمرؓ اور ایک صحابی کا اختلاف ہوا وہ معاملہ لے کر ایک دوسرے صحابی کے پاس گئے انہوں نے حضرت عمرؓ کے خلیفہ ہونے کا لحاظ کرنا چاہا۔ جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"تم اس وقت تک قاضی بننے کے اہل نہیں جب تک تمہارے لئے عمرؓ اور ایک آدمی برابر نہ ہو جائیں"

ذمہ داری کا احساس

خلافت کی ایک نمایاں خوبی یہ بھی ہے کہ خلیفہ کے اندر ذمہ داری کا احساس موجود ہے۔ وہ اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جوابدہ سمجھے خواہ دنیا میں کوئی بھی اس سے سوال نہ کر سکے مگر وہ جانتا ہو کہ اللہ کے سامنے اسے ہر صورت اپنے ہر ایک عمل کا جواب دینا ہوگا۔

"اگر دریائے فرات کے کنارے ایک
بکری بھی پیاسی مر گئی تو مجھے
لگتا ہے اس کے بارے میں مجھ سے
پوچھ ہوگی"

حضرت
عمرؓ

احتساب

احتساب خلافت کی تمام خصوصیات میں نمایاں ترین ہے۔ ایک خلیفہ کسی صورت خود کو احتساب سے بالاتر نہیں سمجھتا۔ اسلام کے اصولوں پر قائم شدہ خلافت میں ایک عام آدمی کو بھی اپنے حکمران کا احتساب کرنے کا حق حاصل ہے اور یہ اجازت ایک عادل خلیفہ خود اپنی عوام کو دیتا ہے۔

"اگر میں درست کام کروں تو میری
مدد کرنا اور اگر غلط کروں تو

"مجھے سیدھا کر دینا"

- حضرت ابوبکر صدیق رض

حق رائے دہی

ایک عادلانہ خلافت کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہاں عوام کو اپنی رائے کا اظہار کرنے کی مکمل اجازت ہوتی ہے۔

ایک موقع پر جب حضرت عمر رض مسجد تشریف لائے اور مہر مقرر کرنے کے لئے لوگوں سے مشورہ کرنے لگے تو ایک عورت نے آپ رض کو ٹوک دیا کہ جب اللہ نے عورت کا مہر مقرر نہیں کیا تو آپ کیسے مقرر کر سکتے ہیں۔ جب اس نے قرآن کا حوالہ دے کر اپنی بات ثابت کی تو آپ رض نے فرمایا

"یہ عورت درست ہے اور عمر رض غلط"

فلاحی ریاست

عادلانہ خلافت کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس کے زیر انتظام جو ریاست قائم ہوتی ہے وہ فلاحی ریاست ہوتی ہے جو بلا تفریق تمام عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہمہ تن گوش رہتی ہے۔ مسلمان رعایا کے ساتھ ساتھ ذمیوں کے حقوق میں بھی کوئی کمی نہیں کی جاتی بلکہ ریاست کے تمام افراد کو اسلام کے مقرر کردہ حقوق کے مطابق ان کا حق ادا کیا جاتا ہے۔ فلاحی ریاست کا حکمران یعنی خلیفہ اس حدیث نبوی کی روشنی میں اپنی رعایا کا محافظ کرتا ہے:

"اگر تم میں سے کسی کو مسلمانوں پر اختیار
دیا جائے اور وہ ان کی حاجت اور
ناداری سے آنکھیں بند کر لے تو
اللہ اس کی حاجت اور ناداری سے
آنکھیں بند کر لے گا۔"
حدیث۔

قانون سازی

اسلامی خلافت میں قانون کا
سرچشمہ حکم الٰہی اور حکم رسول ﷺ کو سمجھا جاتا
ہے۔ جو احکام قرآن مجید و حدیث مبارک
میں موجود ہوں ان سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور
جو احکام موجود نہ ہوں ان کا فیصلہ اللہ
اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے اصولوں
کے مطابق علماء اور اہل علم و فضل کر سکتے
ہیں جسے اجتہاد کہا جاتا ہے۔

خلاصہ کلام

خلافت وہ حکومت ہے جو اسلام کے
اصولوں کی روشنی میں قائم کی جائے اور ان
اصولوں پر کاربند رہے۔ اس کی اہم خصوصیات
مشورہ، قانون کی پاسداری اور احتساب اہم
عناصر ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان
سنہری اصولوں کو اسلامی حکومتوں میں
حاصل کیا جائے تاکہ عوام کے مسائل کا
خاتمہ ہو اور اسلامی نظام حکومت کی
خوبیوں سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔